Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
(ایڈیٹر: نسیم سیفی)

جلد ۳۹/۷۴ | بدھ ۲۴؍ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ ۔ ۴؍ صلح ۱۳۶۸ ہش ۔ ۴؍ جنوری ۱۹۸۹ء | نمبر ۴

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خدا تعالیٰ نے دنیا کے شغلوں کو جائز رکھا ہے۔ کیونکہ اس راہ سے بھی ابتلاء آتا ہے اور اسی ابتلاء کی وجہ سے انسان چور، قمار باز، ٹھگ، ڈکیت بن جاتا ہے۔ اور کیا کیا بری عادتیں اختیار کر لیتا ہے۔ مگر ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ دنیوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ میں تمہارے لئے مدد کا سامان پیدا کر سکیں اور مقصود بالذات اس میں دین ہی ہو۔ پس ہم دنیوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن رات دنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دنیا ہی سے بھر دو۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہنچاتا ہے اور اسکی زبان پر نرا دعوٰی ہی رہ جاتا ہے۔ الغرض زندوں کی صحبت میں رہو تاکہ زندہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آوے۔"

"یاد رکھو ہمدردی تین قسم کی ہوتی ہے۔ اوّل جسمانی دوم مالی۔ تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے جسمیں ...... نہ زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہی انسان کر سکتا ہے جبکہ اسمیں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتواں مجروح مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو۔ تو کوئی شخص جسمیں خود طاقت اور توانائی نہیں ہے کب اس کو اٹھا کر مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی بیکس و بے بس بے سروسامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جبتک مال نہ ہو اس کی ہمدردی کیونکر ہو گی۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت، بلکہ انسان انسان ہے وہ دوسرے کیلئے دعا کر سکتا ہے اور اسکو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا فیض بہت وسیع ہے اور اگر اس ہمدردی سے کام نہ لے تو سمجھو بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔

میں نے کہا ہے کہ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور ہوتا ہے۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے جس قدر دعا وسیع ہو گی اسی قدر فائدہ دعا کرنیوالے کو ہو گا۔ اور دعا میں جسقدر بخل کریگا اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا جاوے گا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت ہی وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اس کا ایمان بھی کمزور ہے۔

دوسروں کے لیے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں ان کی عمر دراز ہوتی ہے .... اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں اسی لیے خصوصیت کے ساتھ جو خیر قرار دی جا سکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو ہر آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۳-۷۴)

اخبارِ احمدیہ

حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ رقم فرماتی ہیں:

"راولپنڈی سے اطلاع ملی ہے کہ محترم چوہدری احمد جان صاحب سابق امیر ضلع راولپنڈی شدید طور پر بیمار ہو گئے ہیں اور پولی کلینک اسلام آباد کے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل ہیں۔ احباب کرام سے انکی صحت اور درازیٔ عمر کے لیے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے"

شادی کارڈ کی تقسیم پر
دو احمدیوں کے خلاف مقدمہ

مکرم ارشد کمال ولد مکرم جلال دین صاحب سکنہ خوشاب شہر کی شادی ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ہونا تھی۔ جس کے لیے انہوں نے شادی کارڈ تقسیم کیے۔ اس پر ایک مخالفِ احمدیت حافظ محمد امتیاز الحق ولد حافظ محمد حسن صاحب آف خوشاب نے ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء کو تھانہ خوشاب میں درخواست دی کہ ارشد کمال اور ان کے والد جلال الدین نے شادی کارڈ جن پر قرآنی آیات تحریر ہیں مسلمانوں میں تقسیم کر کے اُن کے جذبات مجروح کیے ہیں۔ اس لیے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

پولیس نے ہر دو احباب کیخلاف ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ۲۹۸-سی کے تحت مقدمہ درج کر لیا۔ تاہم انکی سیشن سے ضمانت قبل از گرفتاری کروا لی گئی۔

فضل عمر ہسپتال میں
آنکھوں کے ماہر ڈاکٹر کی آمد

فضل عمر ہسپتال میں آنکھوں کے نئے ماہر ڈاکٹر تشریف لے آئے ہیں اور کام شروع کر دیا ہے۔

احباب استفادہ فرما سکتے ہیں

نیز

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں آئی رجسٹرار کی ایک آسامی خالی ہے۔ اس آسامی کا گریڈ
۲۲۴۰ - ۱۶۸ - ۴۲۵۶
نان پریکٹس الاؤنس ۵۰۰/- روپے ماہوار ہے۔ ایسے ڈاکٹر صاحبان جنہوں نے اس شعبہ میں ایک سال ہاؤس جاب کیا ہو ان کو ترجیح دی جائے گی۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر مسعود احمد نے ضیاءالاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دارالنصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۴ صلح ۱۳۶۸ ہش ۴ رجنوری ۱۹۸۹ء

وقت کا صحیح استعمال

کیا ہم اپنے وقت کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اور اس سے پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس سوال کا جواب تو ہر شخص آسانی سے دے سکتا ہے۔ لیکن صحیح صحیح جواب بہت کم لوگ دیں گے۔ بات یہ ہے کہ صحیح طور پر استعمال سے کیا مطلب ہے۔ ایک شخص کہتا ہے میں دفتر جاتا ہوں اور نہایت ایمان داری سے کام کرتا ہوں۔ دفتر کا وقت ختم ہوتا ہے تو گھر آجاتا ہوں بتائیے میں نے وقت کا صحیح استعمال کیا یا نہیں۔ ایک اور شخص کہتا ہے میں کالج میں پڑھاتا ہوں۔ چار پیریڈ لیتا ہوں اور پھر گھر آجاتا ہوں۔ آرام کرتا ہوں۔ دوستوں سے تھوڑی سی گپ شپ کر لیتا ہوں۔ کہیئے میں اپنا وقت صحیح طور پر استعمال کرتا ہوں یا نہیں۔

یہ لوگ ٹھیک ہی کہتے ہوں گے۔ یا سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک کہتے ہیں۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ "وقت" کا صحیح استعمال نہیں ہے۔ یا یوں کہہ لیجیے کہ پورے وقت کا صحیح استعمال نہیں ہے۔ ہر شخص کے پاس ہر روز چوبیس گھنٹے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ ان چوبیس گھنٹوں کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔ ان چوبیس گھنٹوں کا ہر لمحہ استعمال کے لئے ہے۔ ہاں ٹھیک ٹھیک اور مفید طریق پر استعمال کے لئے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کس قدر مصروف زندگی گزارتے تھے یہ تو حضرت اقدس کی تصانیف ہی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے باوجود حضور فرماتے ہیں "میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔ کوئی مشغول اور تصرّف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے مجھے سخت ناگوار ہے۔ جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔"

کیا ہم بھی ایسا سوچتے ہیں۔ کیا ہم اپنے ہر لمحہ کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اگر ہم صحیح طور پر استعمال کریں تو ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں اور ہم اس زمانے میں بہت کچھ کرنے کے لئے ہیں۔ آیئے ہم بہت کچھ کریں۔

پاکستان میں رہنے والے سارے پاکستانی
سب کی بولی پیاری پیاری پیار کی ہے ارزانی
اپنے اپنے خطے میں ہیں سب خوش اور خوشحال
سب نے پاکستان کی خدمت کی ہے دل میں ٹھانی

(ابو الاقبال)

آزادیٔ ضمیر

آزادیٔ ضمیر ہے انسان کا مزاج
یہ بے نیاز فقر و غنا ہے سروں کا تاج
ہر شخص کی صدا ہے بہارِ چمن کا پھول
ہر شخص کا خیال ہے رنگوں کا امتزاج
اللہ نے کیا ہے عطا سوچ کا شرف
یہ بات ہے ازل سے ٹلی ہے نہ کل نہ آج

کچھ لوگ اپنی بات چلانے میں ہیں بضد
ہو عالم بیان میں سب انکا سامراج
بولے کوئی تو بالا کرے انکے بول کو
سب کے سکوتِ لب سے انہیں کو ملے خراج
جو کچھ کسی کے دل میں ہے لب پہ نہ آسکے
لب پر وہ آئے جس کی ہو ظالم کو احتیاج
ظالم کا ہاتھ اُٹھے تو زبانیں خموش ہوں
لوگوں کے ہر قدم پہ بکھر جائیں کام کاج
شائد کوئی نہ ہو سکے بیدار نیند سے
شائد کوئی نہ رکھ سکے اپنے شرف کی لاج
لیکن نسیم کو کبھی ٹوکا نہ جا سکا
آزادیٔ ضمیر کو روکا نہ جا سکا

(نسیم سیفی)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ایک کمیونسٹ روسی پروفیسر سے تبادلۂ خیالات

(از مکرم چوہدری عنایت اللہ احمدی صاحب)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی سچا موحد اور خادم انسانیت ہے اور پختہ ایمان رکھتا ہے کہ جماعت احمدیہ حقیقی امن اور سلامتی کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دے گی

اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے ہر احمدی کی دلی خواہش اور کوشش ہے کہ وہ بھی جہاں تک ممکن ہو اسے پورا کرے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل اور نصرت کے بغیر ممکن نہیں۔ مگر ہمارا پیارا خدا جو انسانی کمزوریوں سے بخوبی واقف ہے اس نے اپنے عاجز بندوں پر رحم فرماتے ہوئے اپنے فضل و کرم سے ان کا کام آسان کر کے انہیں مفت میں خوشیاں عطا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ جو تیری مدد کا ارادہ کرے گا میں اس کی مدد کروں گا۔ لاکھوں مرتبہ احمدی احباب نے دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو بڑی شان سے پورا ہوتے دیکھا ہے۔ اور اس میں دیکھنے والے کی کسی ذاتی خوبی کا کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بلند شان کا ظہور مطلوب ہوتا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ ناچیز بھی ایک واقعہ پیش کرتا ہے۔

۱۹۶۲ء میں جب یہ عاجز ٹبورا (تنزانیہ) میں تھا۔ خاکسار کو اس بات کا علم ہوا کہ کئی روسی باشندے حکومت تنزانیہ کے مختلف محکموں میں بطور مشیر کام کر رہے ہیں۔ تو عاجز نے انکے ایڈریس حاصل کر کے بذریعہ ڈاک ان کو احمدیت کے متعلق لٹریچر بھجوانا شروع کیا لیکن کسی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا بلکہ بعض کی طرف سے تو لٹریچر واپس کر دیا گیا۔ روس سے ہزاروں میل دور رہنے کے باوجود چونکہ میں نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ارشاد سنا تھا کہ حضور نے زار روس کا سونٹا اپنے ہاتھ میں دیکھا اور فرمایا تھا کہ روس میں جماعت احمدیہ ریت کے ذروں کی مانند ہے۔ اس لئے دل میں شدید خواہش تھی کہ کاش میں بھی کسی روسی تک پیغام حق پہنچا سکوں چنانچہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس ناچیز کی خواہش کے پورا ہونے کے سامان پیدا کر دیئے گئے۔

مجھے مکرم جناب شیخ امری عبیدی صاحب نے بتایا کہ ایک بہت قابل اور مشہور روسی لیڈر پروفیسر پوٹوخن صاحب جو ماسکو میں ڈائریکٹر آف افریقن انسٹی ٹیوٹ آف رشیا ہیں اور ۳۵ برس سے براعظم افریقہ کے حالات کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ دورہ پر تنزانیہ آئے ہوئے ہیں۔ یہ خبر پا کر میرے دل میں انہیں ملنے اور پیغام توحید پہنچانے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ آخر کار ایک روز وہ اپنے سیاسی دورہ پر ہمارے شہر ٹبورا بھی پہنچ گئے۔

خبر پاتے ہی میں انہیں ملنے ہوٹل پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ ٹاؤن کونسلر مسٹر ہنس راج (ہندو) کے ساتھ ان کی کار میں ابھی ہوٹل سے کہیں چلے گئے ہیں۔ میں سائیکل پر مسٹر ہنس راج کے مکان پر پہنچا وہاں بھی انہیں موجود نہ پایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین (واحد حکمران سیاسی جماعت) کے دفاتر کے عقب میں پرائیویٹ احاطہ کے اندر ایک اجتماع کو خطاب کرنے گئے ہوئے ہیں۔ یہ عاجز بھی سائیکل پر وہیں پہنچ گیا۔ حاضرین کی اکثریت سے عاجز کا کسی نہ کسی رنگ میں تعلق یا تعارف تھا۔ اس لئے منتظمین نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس ناچیز خادم کو مجلس میں جگہ دے دی۔ اب مجلس میں صرف تین غیر ملکی تھے۔ روسی پروفیسر جو لیکچر دے رہے تھے کونسلر ہنس راج (ہندو دکاندار) جو ترجمان کے فرائض ادا کر رہے تھے۔ اور سامعین میں یہ عاجز۔

افریقیوں میں زیادہ تعداد سیاسی لیڈروں کی تھی۔ کچھ پادری بھی عام لباس میں وہاں موجود تھے۔ میں بیٹھا خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا رہا کہ اس روسی لیڈر تک پیغام حق پہنچانے کا موقع کسی نہ کسی طرح میسّر آجائے۔ خدا تعالیٰ کی قدرتیں عجیب ہیں۔ تقریر انگریزی زبان میں جاری تھی جس کا ترجمہ سواحیلی زبان میں مسٹر ہنس راج کر رہے تھے۔ میرے پہنچنے کے بعد مسٹر ہنس راج نے ترجمانی میں غلطیاں شروع کر دیں انسانی قلوب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ جونہی ترجمان کوئی غلطی کرتا انگریزی جاننے والے افریقن سب میری طرف دیکھنے لگ جاتے۔ حالانکہ میں سٹیج پر نہیں بلکہ مجلس کے پیچھے ایک طرف بیٹھا تھا۔ میں سارا نظارہ دیکھتا رہا انجام کار ترجمان نے ایک لفظ کا سواحیلی زبان میں ترجمہ نہ کر سکنے کے باعث خود ہاتھ سے میری طرف اشارہ کر کے مجھے ترجمانی کے فرائض ادا کرنے کی دعوت دے دی۔ اور خاکسار مجلس کے پیچھے سے اٹھ کر سٹیج پر پہنچ گیا اور ترجمانی کے فرائض سرانجام دینے لگا۔ تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا۔ پروفیسر صاحب سیاستدانوں کی طرح ہر سوال کا جواب گول مول دیتے تھے۔ لوگوں نے پھر میری طرف دیکھنا شروع کیا گویا کہ وہ بزبان حال مجھ سے سوالات کرنے کی درخواست کر رہے تھے۔ اس پر میں نے پروفیسر صاحب سے سوال کرنے کی اجازت چاہی۔ میں نے ان سے چند سوالات کئے جو یوں تھے:

سوال: کیا روس میں مذہبی آزادی ہے؟

جی ہاں۔ روس میں مسجدیں بھی ہیں گرجے بھی ہیں لوگ ان میں عبادت کرتے ہیں

سوال: جس طرح آپ ہمارے درمیان اپنے خیالات آزادی سے پھیلا رہے ہیں کیا روس میں مساجد اور گرجوں سے باہر عیسائیوں اور مسلمانوں کو اپنے خیالات کی اشاعت کی اجازت ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیا روس جانے کے لئے آپ مجھے اجازت نامہ دلوا سکتے ہیں؟

جواب: اس کا جواب صرف ہمارا روسی سفارتخانہ ہی دے سکتا ہے۔

ازاں بعد مجلس برخاست ہوگئی۔ اور میں نے معزز مہمان مسٹر پوٹوخن صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ کل ساڑھے چار بجے بعد دوپہر میرے ساتھ احمدیہ مشن کے دفتر میں چائے نوش فرمائیں اور نصف گھنٹہ ملاقات کا موقع دیں۔ انہوں نے مسٹر میڈینگے (Madenge) کی طرف ہاتھ کر کے (جو اس وقت جلسہ کے صدر تھے۔ پروونشل سیاسی جماعت کے سیکرٹری تھے) فرمایا کہ میں آپ کی دعوت کو ضرور قبول کرتا لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ میرے پاس وقت نہیں اور میرا سارا پروگرام ان کے ہاتھ میں ہے۔ ان کے منہ سے یہ آخری فقرہ نکلا ہی تھا کہ صاحب صدر نے اپنی جیب سے پروگرام نکال کر میز پر رکھ دیا اور اس پر غور کرنے لگے چند لمحات بعد انہوں نے معزز روسی مہمان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کل بعد دوپہر دو بجے ہم چیف عبداللہ سعیدی (فونڈیکیرا) وزیر انصاف سے ملنے جا رہے ہیں۔ وہاں سے نصف گھنٹہ پہلے آجائیں گے اور شیخ احمدی کے ہاں چائے پینے چلے جائیں گے چنانچہ پروفیسر صاحب نے خاکسار کی دعوت عصرانہ قبول کر لیا۔ میں نے چند انگریزی جاننے والوں کو بھی اس دعوت میں مدعو کر لیا۔ لیکن ہمارا قادر خدا بڑی قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ جانتا ہے کہ نصف گھنٹہ میں ایک احمدی کی پیاس دعوت الی اللہ نہیں بجھ سکتی۔

اس نے کسی حد تک میری اس روحانی پیاس بجھانے کا عجیب سامان پیدا فرمایا۔ وہ مہمان جنہوں نے ساڑھے چار بجے آنا تھا پورے اڑھائی بجے میرے دفتر پہنچ گئے۔ نہ چائے تیار تھی نہ ہی کوئی احمدی دوست سوائے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب سرور کے میرے پاس موجود تھا ہم دونوں نے بڑھ کر معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔ روسی پروفیسر صاحب کے ساتھ وہی ہندو دکاندار اور ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کے جنرل سیکرٹری مسٹر میڈینگے اور ایک حکومت کی طرف سے پروٹوکول کے افسر یہ چار افراد تھے میں نے سواحیلی زبان میں مسٹر میڈینگے سے مقررہ وقت سے دو گھنٹے قبل تشریف آوری کی وجہ دریافت کی۔ تو انہوں نے ہنس کر مجھے جواب دیا میرا جی بھی آپ کی گفتگو سننے کو چاہتا تھا اور خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وزیر انصاف کے ہاں جانے سے قبل احتیاطاً میں نے انہیں ٹیلی فون پر اطلاع دینا چاہی کہ ہم پروگرام کے مطابق آ رہے ہیں۔ تو ان کی اہلیہ صاحبہ نے جواب دیا کہ "وزیر صاحب تو کل فلاں جگہ گئے تھے اور ابھی تک وہاں سے واپس

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تشریف نہیں لائے"۔ اس لئے میں نے موقع غنیمت جانا اور جناب پوٹوخن کو آپ کے پاس لے آیا ہوں۔ اب آپ جی بھر کر باتیں کرلیں۔

میں نے دوستوں کو پیغام بھجوا دیا کہ معزز مہمان تشریف لے آئے ہیں اور خود ان سے محوِ گفتگو ہوگیا۔ جب خاکسار نے ان کو کرسی پیش کی تو انہوں نے بڑی بے تکلفی سے بیٹھتے ہوئے کہا کہ میں خدا کے وجود کا بالکل قائل نہیں۔ میں نے ادب سے عرض کیا کہ آپ تشریف تو رکھیں۔ اور ہمیں بھی کچھ بتائیں آخر آپ کیوں قائل نہیں۔ کہنے لگے مذہب جو ہے یہ سرمایہ داروں کا بنایا ہوا ہے اور غریبوں کا خون چوسنے کے لئے ہے۔

مَیں نے عرض کیا اس کا کوئی ثبوت

روسی پروفیسر صاحب نے جواب دیا۔ میرے والد صاحب عیسائی پادری تھے اور میں بھی پادری بننے کے لئے تربیت حاصل کر رہا تھا جب ۱۹۱۷ء میں ہمارے ملک میں انقلاب آیا تو پادریوں نے سرمایہ داروں کا ساتھ دیا اس وقت سے ہم مذہب سے بیزار ہیں۔

مجھے ان پر رحم آیا اور عرض کیا کہ اگر مجھے ایک طبیب سے علاج کروانے پر شفا حاصل نہ ہو تو کیا میں تمام اطباء سے بیزاری کا اعلان کردوں گا۔ یا دوسرے طبیب کی طرف رجوع کرونگا۔

روسی پروفیسر: دوسروں کی طرف رجوع کریں گے۔

تب میں نے کہا بائیبل نے آپ کو شفا نہ دی تو آپ نے قرآن کریم کا نسخہ بھی نہ آزمایا۔

روسی پروفیسر: بائیبل قرآن سب ایک جیسی چیزیں ہیں کون جانے کس نے لکھی ہیں۔

عاجز نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا یہ میرے پاس مختلف بائبلیں پڑی ہیں ان کے متن میں فرق ہے لیکن قرآن کریم ۱۴ سو سال سے جوں کا توں ہے۔ اسکے متن میں مطلقاً کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ دونوں کتابیں ایک ہی قسم کی ہیں

روسی پروفیسر: مجھے افسوس ہے کہ مجھے اس کا علم نہ تھا۔

روسی پروفیسر نے (دوبارہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے) کہا کہ جو کام ہمارے ملک میں کمیونزم نے ایک مختصر عرصہ میں کرلیا ہے وہ آپ ایک لمبے عرصے میں نہیں کرسکے۔

میں نے عرض کیا آپکے اور ہمارے کام کی نوعیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ لوگ نفرت پھیلائے بغیر کبھی کامیاب نہیں ہوتے اور ظاہر ہے کہ نفرت پھیلانا سب سے آسان کام ہے۔

آپ نے ایک طبقہ کے خلاف نفرت پھیلائی اور طاقت کے زور پر انقلاب برپا کردیا۔ اور ہر قسم کی آزادی ضمیر، تحریر و تقریر سلب کرکے اپنا کام چلائے ہیں۔ لیکن ہمارا کام نفرت کو دور کرنا اور محبت کو پھیلانا ہے جو نسبتاً بہت مشکل کام ہے۔ اور پھر ہمارا دین کسی کی آزادی ضمیر کو کچلنے کے لئے طاقت کے استعمال کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

عاجز نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے روسی پروفیسر کو یقین دلایا کہ دین حق ہمارے دل میں دنیا کے ہر شخص اور قوم کیلئے محبت اور خیر خواہی کو جنم دیتا ہے۔ لہٰذا ہمیں روسیوں سے بھی ویسی ہی محبت ہے جیسا کہ عربوں۔ عجمیوں افریقنوں امریکنوں۔ انگریزوں۔ فرانسیسیوں چینی اور جاپانیوں وغیرہ کے ساتھ ہے۔ اور یہ نعمت دین حق سے باہر کہیں نہیں ملتی۔

ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں یہ ناچیز انہیں جو دلیل قرآن مجید یا بائیبل سے دیتا تو وہ بڑی بے پرواہی اور بے رغبتی سے سننے سے انکار کر دیتے۔ اور یہ کہتے کہ یہ پرانی کتابیں ہیں اور میں پرانے قصے سننے کے لئے تیار نہیں۔ تب اس ناچیز نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کے نشانات کا ذکر شروع کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا مرزا غلام احمد زندہ ہیں میں نے عرض کیا کہ ۱۹۰۸ء میں وفات پاگئے ہیں۔ لیکن اُن کی اپنی تصانیف اور ان کے رفقاء موجود ہیں۔ اس پر بھی انہوں نے یہی جواب دیا کہ یہ پرانی باتیں ہیں۔

مجبوراً انہیں سمجھانے کے لئے بات کا پہلو بدلنا پڑا میں نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا وہ چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب اور مکرم شیخ امری عبیدی صاحب وزیر تنزانیہ کو جانتے ہیں اس کا انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔

چنانچہ میں نے ان کو دو ذاتی مندرجہ ذیل مشاہدات بتائے اور کہا کہ آپ خود خط لکھ کر ان دو بزرگوں سے تصدیق کروا سکتے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ غالباً ۱۹۵۲ء میں جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جو اُن دنوں پاکستان کے وزیر خارجہ اور یو این او میں پاکستان کی طرف سے اسرائیل کے مقابلہ میں عربوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے وکالت کر رہے تھے۔ تھوڑا میں اسی کرسی پر بیٹھے ہوئے اس ناچیز کے دل پر القاء ہوا کہ مکرم جناب چوہدری صاحب خطرہ میں ہیں۔ ان کو اپنی حفاظت کا انتظام کرنا چاہئے۔

اسی وقت میں نے ایروگرام پر اپنی زندگی میں پہلا خط مکرم چوہدری صاحب کو لکھ کر ان کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ خطرہ میں ہیں اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنی حفاظت کا انتظام فرمائیں خط لکھ کر پوسٹ کر دیا گیا۔

میں امریکہ سے ہزاروں میل دور تھا۔ مکرم چوہدری صاحب سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہ تھا۔ اور میرا خط ابھی ابھی چوہدری صاحب کے ہاتھوں میں نہ پہنچا تھا کہ انہیں امریکہ کے اندر سے لکھے ہوئے گمنام قتل کی دھمکیوں پر مشتمل خطوط ملنے شروع ہوگئے اور دنیا کے ریڈیو پر یہ خبر نشر ہوگئی لیکن اس بے نفس اور باخدا انسان کا خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ تھا۔ اور کوئی خوف نہ تھا۔ جبکہ حکومت امریکہ اور پاکستانی سفارتخانہ کی طرف سے ان کی حفاظت کا انتظام پیش کیا گیا لیکن چوہدری صاحب نے اس کی ضرورت محسوس نہ کی۔ لیکن اس خادم احمدیت کا خط ملنے پر اللہ تعالیٰ کی خاطر حفاظتی انتظامات کرنیکی اجازت دے دی۔

پھر اسی طرح ۱۹۶۳ء کا واقعہ ہے مکرم شیخ امری عبیدی صاحب تنزانیہ کے ویسٹرن ریجن میں پروونشل کمشنر تھے بے حد تقویٰ شعار اور پرہیز گار انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس ناچیز کو ان کا مقام ایک عالی شان عمارت کی شکل میں دکھایا۔ جو خوبصورت بلند اور کشادہ کمروں والی تھی۔ اور اس میں روشنی کا بہت عمدہ انتظام تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس مکان کی نگرانی میرے سپرد ہے اور صاحب مکان کہیں سفر پر گئے ہوئے ہیں جس پر اس گنہگار کو احمدیت کی برکت سے یہ ہوا کہ "امری عبیدی صاحب کو وزیر مقرر کیا گیا ہے"۔ چنانچہ میں نے مکرم امری عبیدی صاحب اور بعض دوسرے دوستوں کو اس کی اطلاع دے دی۔

قریباً ایک برس بعد جب امری صاحب کہیں سرکاری دورہ پر تشریف لے گئے ہوئے تھے ان کی غیر حاضری میں حکومت کی طرف سے ان کو ترقی دے کر وزیر مقرر کر دیا گیا۔ اور ہم نے ریڈیو پر یہ اعلان سُنا۔

یہ دو واقعات سنانے کے بعد میں نے روسی پروفیسر صاحب سے دریافت کیا کہ اگر خدا تعالیٰ کی ذات نہیں ہے جس نے مجھے یہ دو نشانات بتائے تھے تو یہ واقعات کیسے رونما ہوئے۔ اس پر وہ خاموش ہوگئے۔

پھر میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر احمدیت کی برکت سے میرے جیسے کمزور احمدی پر بھی اللہ تعالیٰ فضل فرما سکتا ہے۔ تو آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کو حضرت اقدس بانی سلسلہ کی وہ پیشگوئیاں بتاؤں جن کا تعلق خود آپ کے ملک رُوس سے ہے۔ اس پر وہ میری بات سننے کے لئے تیار ہوگئے۔

سب سے پہلے میں نے انہیں حضور کی زار رُوس کی تباہی کے بارہ میں پیشگوئی سنائی کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار" میں نے انہیں بتایا کہ آپ کا انقلاب ۱۹۱۷ء میں آیا اور حضور نے ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔ اور یہ پیشگوئی ۱۹۰۵ء کی ہے۔ اس پر انہوں نے کچھ جرح قدح نہ کی اور حیران سے ہوگئے۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے میں نے انہیں یہ بھی بتایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس بانی سلسلہ کو یہ بھی دکھایا تھا کہ رشیا میں ہماری جماعت ریت کے ذرّوں کی مانند پھیلے گی۔ اور یہ کہ روس کا عصا حضور کو دیا جائے گا۔ اس پر وہ سخت حیران ہوئے اور اس حیرانی کے نمایاں آثار اُن کے چہرے پر عیاں تھے۔ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس حقیر نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ اور کہا کہ آپ فکر نہ کریں۔ ہماری جماعت کسی ملک پر چڑھائی کا پروگرام نہیں رکھتی بلکہ دعاؤں پیار اور محبت سے آپ کے دلوں کو جیتنے کا پروگرام رکھتی ہے۔ جب اللہ نے چاہا تو مزید پورا ہو کر رہے گا۔ میں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ روس یا امریکہ کی حکومت جب کوئی دعویٰ کرتی ہے تو اپنی مادی طاقت سائنسی ترقی یا جدید ٹیکنالوجی کی بنا پر کرتی ہے۔ لیکن حضرت مرزا غلام احمد قادیان کی گمنام بستی میں پیدا ہوئے۔ ہزاروں باتیں آپکو اللہ تعالیٰ نے بتائیں۔

۔ اور لاکھوں لوگوں نے اس کی گواہی دی۔ اب آپ بتائیں کہ اگر خدا تعالیٰ زندہ موجود نہیں ہے۔ تو یہ تمام باتیں کیسے پوری ہوگئیں؟ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں اور تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن ہم آج بہت اچھے دوست بن گئے ہیں۔

ازاں بعد ان کی خدمت میں قیمتی لٹریچر پیش کیا گیا جو انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ اور عاجز نے پھر ان سے درخواست کی کہ یہ: جو میں نے رُوس کے

(باقی صفحہ ۵ پر)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر عبدالسلام کہتے ہیں

ہر تصویر کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ ہر بات کے متعدد پہلو ہو سکتے ہیں ہر چیز کے متعدد استعمال ہو سکتے ہیں اسی طرح علم کو بھی غلط رنگ میں استعمال کر کے اس کے فوائد کے حصول کی بجائے نقصانات پہنچائے جا سکتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے سائنسی انکشافات بنی نوع انسان کی خدمت و آسائش کے بے شمار سامان پیدا کر رہے ہیں۔ بجلی ہماری روزمرہ کی ضروریات میں اس قدر داخل ہو چکی ہے کہ چند سال پہلے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا مگر یہی فائدہ بخش ایجاد بعض اوقات سخت نقصان دہ اور مہلک ثابت ہوتی ہے۔ ہمارے زمانہ کی جنگوں میں ہونے والی غیر معمولی تباہیوں میں بھی سائنس کا عمل دخل ضرور ہے مگر کیا سائنس دان اور سائنس اس کی ذمہ دار ہے یا —— اس کے جواب میں پاکستان کے انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کہتے ہیں۔

گو یہ درست ہے کہ ایٹمی طاقت پیدا کرنے کی ذمہ داری طبیعات پر ہی ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس بارے میں ایک عام انسان اور ایک ماہر طبیعات کی سوچ میں کوئی فرق ہوگا لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ سائنس دانوں کو یہ عہد کرنا چاہیئے وہ ان نظریات کو عملی جامہ نہیں پہنائیں گے یہاں ایک پرانی بات یاد آرہی ہے وہ گفتگو جو آج سے کئی سال قبل ہوئی تھی ایک صاحب جو کوئی بلند پایہ سائنسدان نہیں تھے اور جن کا نام کورسن تھا۔ کیمبرج کی لیبارٹری کیونڈش CAVENDISH میں آئے اور انہوں نے انگلستان کے عظیم سائنسدان پال ڈائرک کو جو ہمارے بھی استاد تھے جا پکڑا اور کہا کہ آیئے ہم سگالس اور ٹروبین سے مل کر ان پر زور دیں کہ وہ اس بات کا عہد کریں کہ وہ اس سمت میں کام نہیں کریں گے ڈائرک نے ان سے ازراہ تفنن کہا کہ اس تباہ کن طاقت کے پیدا کرنے کے ذمہ دار بلند پایہ سائنس دان نہیں بلکہ یہ سارا کیا دھرا ادنیٰ درجہ کے سائنس دانوں کا ہے۔ جو یہ ہتھیار بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس میں دلچسپ بات یہ تھی کہ یہ بات کرنے والے مسٹر کورسن خود ادنیٰ درجہ کے سائنسدان تھے

ایٹم بم کے ذکر پر محترم ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔ وہ تاریخ کا ایک اہم اور خاص واقعہ ہے جب ہٹلر کے خلاف اعلیٰ پایہ کے سائنسدان اکٹھے ہوئے لیکن اگر اس وقت یہ عالی دماغ افراد یکجا نہ بھی ہوتے بم پھر بھی بنا لیا جاتا۔ بسا ممکن ہے اس میں چند سالوں کی تاخیر ہو جاتی لیکن بم بہرحال بن جاتا کیونکہ فی الحقیقت تباہ کن طاقت پیدا کرنے کے لئے اعلیٰ پایہ کے دماغوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر ایس ڈی آئی۔

STRATEGIC DEFENCE INITIATIVE

اس قسم کے اسلحہ بنانے کے لئے کسی اعلیٰ فہم و دانش کی ضرورت نہیں یہ ٹیکنالوجی کی جنگ ہے اور ٹیکنالوجی کی ترویج کے لئے کسی بڑے سائنسدان کی ضرورت نہیں جو بڑے ٹیکنالوجسٹ ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ کسی شے کو کس طرح تباہ کن شے میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں اندوہناک امر یہ ہے کہ اس میں سائنس بھی ملوث ہو گئی ہے اور یہی بات تشویش انگیز ہے۔ ہم اس سلسلہ میں صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کام خود کرنے سے انکار کر دیں لیکن کئی ایسے ہوں گے جو اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیں گے۔ ممکن ہے وہ اچھے سائنسدان نہ ہوں لیکن وہ اعلیٰ پایہ کے ٹیکنالوجسٹ ہونے کے سبب اصول طبیعات سے استفادہ کر لیں گے۔ یہ ایک غیر معمولی استثنائی وقت تھا جب اعلیٰ درجہ کا سائنسی علم ہتھیاروں کی ساخت میں ممد ہوا۔ اگر کوئی ہماری تحقیق سے اسلحہ بنانے کا پہلو نکال لیتا ہے تو ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں؟

اسی سلسلہ میں اس سوال کے جواب میں کہ کیا یہ درست ہے کہ بنیادی سائنسی تحقیقات کو فوجی تحقیقات سے نقصان پہنچ رہا ہے؟ محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ ہاں یہ درست ہے امریکہ روس برطانیہ اور فرانس کا فوجی بجٹ اتنا ہی رہتا ہے لیکن بنیادی تحقیقات پر توجہ نہیں دی جاتی۔ امریکہ میں سائنسی تحقیقات کے بجٹ میں چھ فی صد کمی آگئی ہے اور برطانیہ میں پانچ فی صد کمی کرنے کا مطالبہ ہو رہا ہے لیکن چاہیئے تو یہ تھا کہ فوجی بجٹ میں کمی کی جاتی۔ اگر مغرب اور چند دولت مند شرقی ممالک کی اقتصادی حالت کو برقرار رکھنے کے لئے ٹیکنالوجی پر انحصار رکھنے والا طریق زندگی ضروری ہے تو سائنس ان چند عوامل میں سے ایک ہے جو ان ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ سائنس دان ان کے لئے روشنی کی اُمید کا مینار ہیں لیکن کتنے ظلم کی بات ہے کہ فوجی بجٹوں کو نہیں بلکہ سائنسی تحقیقات کو نشانہ عتاب بنایا جا رہا ہے۔ محض اس وجہ سے فوجی اخراجات میں اضافہ کرتے چلے جانا کہ آپ کے پاس ہر ملک میں ۵۰ گنا اموات وارد کرنے کی صلاحیت ہے یا آپ کے پاس ایٹمی آگ کو منجمد کر سکنے کی پچاس گنا قابلیت وصلاحیت موجود ہے کہاں کی عقلمندی ہے۔

اس وقت ساری دنیا کی مجموعی پیداوار بارہ ہزار بلین ڈالر ہے جس میں سے ہر سال سات سو بلین ڈالر جنگی اخراجات کے لئے مخصوص کیا جا رہا ہے۔ دنیا کی آبادی کی جائز ضروریات پوری نہیں ہو رہیں۔ ان فوجی اخراجات کا کیا جواز ہے؟ کم از کم ہر پانچواں شخص غربت کے شکنجہ میں کسا ہوا ہے۔ انسانی آبادی کا دسواں حصہ ہولناک قسم کی نکبت و بھوک کے جبڑوں میں پھنسا ہوا ہے۔ ہر ایک منٹ میں ۳۰ بچے خوراک میسر نہ آنے کی وجہ سے موت کا شکار ہو رہے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ نسل کُشی کے مترادف نہیں ہے؟۔

(کویت ٹائمز میں شائع شدہ ایک انٹرویو ۸-۸-۸۵ کی روشنی میں)

بقیہ:۔ روسی پروفیسر

بارہ میں بیان کی ہیں میری طرف سے اپنی اولاد اور دوسرے لوگوں کو بھی پہنچا دیں۔ اس گفتگو کے بعد ان کی چائے سے خاطر تواضع کی گئی۔ اسکے بعد وہ ہم سے الوداع ہوئے۔

ان کی تنزانیہ سے روانگی کے چند ماہ بعد مجھے تنزانیہ میں روسی سفارتخانہ کی طرف سے ایک بڑے سائز کا قرآن کریم کا نسخہ بھجوایا گیا جس کے ساتھ ایک خط تھا جس میں لکھا تھا کہ روسی پروفیسر پوٹوخن نے انہیں ہدایت کی ہے کہ یہ قرآن کریم کا تحفہ مسٹر عنایت اللہ احمدی کو پہنچا دیں۔

اس وقت بھی وہ قرآن کریم کا نسخہ تنزانیہ احمدیہ مشن کے پاس موجود اور محفوظ ہے۔ مجھے وہ قرآن کریم کا نسخہ وصول کر کے بے حد خوشی ہوئی۔ خدا کا شکر ادا کیا۔ لیکن حیرت اس بات پہ ہوئی کہ اُس نسخہ قرآن کریم پر کسی بھی جگہ یہ ذکر نہ تھا کہ کس پریس اور کس ملک میں شائع ہوا ہے۔ اب کہاں سے مل سکتا ہے! کیا ہدیہ ہے۔ پرنٹر اور پبلشر کون لوگ ہیں۔ اور نہ ہی معزز روسی لیڈر جناب پروفیسر پوٹوخن صاحب نے میرے ساتھ بلاواسطہ کوئی خط و کتابت کی۔

اس سے روس میں مذہبی آزادی کی حقیقت خوب آشکار ہو جاتی ہے۔ خدا کرے کہ ہماری زندگیوں ہی میں اللہ تعالےٰ کے وعدے پورے ہوں اور روس کی کروڑوں پیاسی روحیں اس پانی سے جلد سیراب ہوں اور اس نور سے منور ہوں جو تمام اندھیروں کو دور کرنے کے لئے کافی ہو ؎

تصحیح

۲۳ر دسمبر ۱۹۸۸ء کے شمارہ میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کی صاحبزادی کے نکاح کی خبر میں ایک جملہ یوں شائع ہوا ہے
"حضور نے فرمایا دولہا بذات خود اس وقت دنیا بھر کی احمدیہ جماعتوں میں معروف ہیں۔"
حضور اس وقت دولہا کا نہیں بلکہ دولہا کے والد مکرم بشیر حیات صاحب کا ذکر فرما رہے تھے جو مجلس عرفان میں حضور اقدس کی خدمت میں سوالات کرنے کی وجہ سے دنیا بھر کی احمدی جماعتوں میں معروف ہو چکے ہیں۔ احباب تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

گلنازپروین

خواتین کی تعلیم

تعلیم کا شمار اُن چند ایک عوامل میں ہوتا ہے جو عورت کی زندگی میں تبدیلی لانے میں نہایت موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ حالیہ چند برسوں کے دوران دنیا بھر میں خواتین نے تعلیم کے تقریباً تمام شعبوں میں زبردست کامیابیاں حاصل کی ہیں اور جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ اب تو غریب ترین ممالک کی حکومتیں بھی گزشتہ کئی برسوں سے خواتین کی تعلیم کے لئے موثر سرمایہ کاری کر رہی ہیں۔

تعلیم عورت کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ تعلیم سے اس کیلئے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، کمانے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے، شادی کی عمر بڑھ جاتی ہے، بچوں کی تعداد کا تعین کرنے اور ان کے درمیان وقفہ رکھنے میں وہ زیادہ با اختیار ہو جاتی ہے اور اپنے قانونی اور سیاسی حقوق سے بہتر طور پر استفادہ کر سکتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ تعلیم سے لیس ہونے کے بعد وہ اپنی اور اپنے بچوں کی بہتر طور پر دیکھ بھال کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اس طرح تعلیم عورت کے لئے فلاح و بہبود کے بے شمار مواقع فراہم کرتی ہے۔

مردوں اور خواتین کی شرح تعلیم میں جو فرق پایا جاتا ہے اس میں اگرچہ کمی آنی شروع ہو گئی ہے اس کے باوجود یہ فرق اب بھی خاصا نمایاں ہے اور سکولوں میں زیر تعلیم لڑکوں کی تعداد لڑکیوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔

شمالی امریکہ، آسٹریلیا، جاپان اور مغربی یورپ کے اکثر ممالک میں سکول جانے کی عمر سے تعلق رکھنے والی تقریباً تمام لڑکیاں پرائمری یا سیکنڈری سکولوں میں زیر تعلیم ہیں تاہم بعض ممالک مثلاً امریکہ میں ثانوی سکول کی تعلیم ادھوری چھوڑ جانے والی لڑکیوں کی شرح ایک مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ سکولوں میں زیر تعلیم لڑکیوں کی شرح مختلف ممالک میں مختلف ہے۔ باربدوس میں یہ شرح ۱۰۰ فیصد اور افغانستان میں صرف ۹ فیصد ہے۔ لاطینی امریکہ میں ۸۰ فیصد لڑکیاں سکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔ مسلم ممالک میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں کی شرح نہایت مایوس کن ہے۔ تیل پیدا کرنے والے متمول ملک سعودی عرب میں صرف ۴۶ فیصد لڑکیاں سکول کی فیس ادا کرتی ہیں اور پاکستان میں یہ شرح ۱۷ فیصد سے بھی کم ہے۔

غریب ممالک میں سکول جانے کی عمر کے بچوں کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ ممالک بلند شرح پیدائش اور ڈگمگاتی ہوئی معیشت کی وجہ سے بچوں کی تعلیمی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں۔ جن علاقوں میں سکولوں کی تعداد محدود ہے وہاں بالخصوص لڑکیاں گھاٹے میں رہتی ہیں اور جوں جوں تعلیم کے درجات بڑھتے جاتے ہیں لڑکیوں کی تعداد گرتی جاتی ہے۔

اقوام متحدہ کے مطابق ترقی پذیر دنیا میں ایک تہائی ممالک ایسے ہیں جہاں تمام بچوں کی تعلیمی ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی تعداد میں سکول موجود نہیں۔

بعض ممالک میں تعلیم کے شعبے میں لڑکیوں سے شدید تعصب برتا جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے بالغ ہونے پر ان میں کمانے کی اہلیت پیدا نہیں ہوتی۔ والدین تعلیم کے سلسلے میں بیٹوں کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ لڑکوں کے لئے روزگار کے بہتر مواقع موجود ہوتے ہیں۔ لڑکیوں کو اس لئے بھی سکول سے اٹھا لیا جاتا ہے کہ وہ گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹا سکیں کیونکہ گھر کے کام کو لڑکیوں کی ذمہ داری تصور کیا جاتا ہے جن لڑکیوں کو سکول میں تعلیم جاری رکھنے کی اجازت مل جاتی ہے انہیں گھریلو مصروفیات کی وجہ سے مطالعہ کے لئے اپنے بھائیوں کی نسبت بہت کم وقت ملتا ہے۔ بعض ممالک میں والدین لڑکیوں کو بالغ ہوتے ہی سکول سے اٹھا لیتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں وہ شادی کی عمر کو پہنچ چکی ہوتی ہیں۔ والدین ان کی شادی کو تعلیم پر ترجیح دیتے ہیں بعض والدین اس خیال سے کہ ان کے خاندان کی عزت پر حرف نہ آئے بالغ لڑکیوں کا گھر سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتے۔

بہت سے ممالک میں اب بھی لڑکیوں کی ثانوی تعلیم کو چنداں اہمیت نہیں دی جاتی جس کی وجہ سے وہاں کی حکومتیں بھی اس ضمن میں ضروری اقدامات کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

خواتین بطور اساتذہ

جن معاشروں میں بالغ افراد کی اچھی خاصی تعداد کم تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ ہو وہاں اساتذہ کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ ایسے معاشروں میں خصوصاً لڑکیوں کے لئے خواتین اساتذہ کو بنیادی اہمیت دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ عالمی ادارہ یونیسکو کے مطابق خواتین اساتذہ سکولوں میں لڑکیوں کی تعداد بڑھانے میں بھی مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں تاہم ترقی پذیر ممالک میں زیادہ تر خواتین اساتذہ کا تعلق چونکہ ابتدائی تعلیم سے ہے، اس لئے ان کے اثر و رسوخ کا دائرہ محدود رہتا ہے۔

بعض ممالک میں تو خواتین اساتذہ صرف پرائمری سکولوں تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہیں اور ان کی تنخواہیں بھی بہت کم ہیں جس کی وجہ سے اقتصادی اعتبار سے ان کا معاشرتی مقام ایک اچھوت طبقے سے زیادہ نہیں۔

اکثر صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک اور بعض ترقی پذیر ممالک میں بھی ثانوی سکولوں کے اساتذہ کی نصف یا اس سے زیادہ تعداد خواتین پر مشتمل ہے۔ مثال کے طور پر ارجنٹائن اور جمیکا میں خواتین اساتذہ کی تعداد مرد اساتذہ کے مقابلے میں دو تہائی ہے۔ یہاں یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جمیکا کا شمار دنیا کے اُن چند ایک ممالک میں ہوتا ہے جہاں خواتین میں شرح خواندگی مردوں سے زیادہ ہے۔

ثانوی سکولوں میں خواتین اساتذہ کا سب سے کم تناسب شمالی یمن میں ہے جہاں وہ کل اساتذہ کا صرف ۸ فیصد ہیں۔ بنگلہ دیش اور نیپال میں خواتین اساتذہ کا تناسب ۹ فیصد، ہیٹی میں ۱۲ فیصد اور سینیگال میں ۱۵ فیصد ہے۔

یونیورسٹی کی تعلیم

صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک میں اچھی ملازمتوں کے لئے ثانوی سکول کا ڈپلوما بڑی تیزی سے ایک لازمی شرط کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ خواتین کے لئے عام طور پر اچھے معاوضے کی صنعتی ملازمتوں کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں۔ اگر وہ اپنی تعلیم کو یونیورسٹی کی سطح تک بلند کر لیں تو ان کا مستقبل سنور سکتا ہے۔

کسی ایک ملک کی یونیورسٹی کی تعلیم کا موازنہ کسی دوسرے ملک سے نہیں کیا جا سکتا۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا میں بالترتیب ۵۹ فیصد اور ۴۶ فیصد خواتین یونیورسٹی کی سطح پر تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ خواتین میں اعلیٰ تعلیم کی اتنی بلند شرح دنیا میں کہیں اور نہیں ہے۔ جہاں تک یورپی دنیا کا تعلق ہے یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم خواتین کی شرح مختلف ممالک میں مختلف ہے۔ رومانیہ میں یہ شرح ۱۰ فیصد اور سویڈن میں ۲۷ فیصد ہے وسطی اور جنوبی امریکہ کی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم خواتین کی سب سے زیادہ شرح ارجنٹائن میں ہے جو ۲۹ فیصد ہے اور سب سے کم گوئٹے مالا اور گیانا میں ہے جو ۲ فیصد ہے یونیورسٹی کی سطح پر سب سے کم شرح تعلیم والے ۱۶ ممالک میں ۱۲ کا تعلق افریقہ سے ہے جہاں ایک فیصد سے بھی کم خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

کسی ملک میں بالغ افراد کی شرح خواندگی کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہاں کے پرائمری سکولوں میں بچوں کے داخلے کا عام رجحان کیا ہے۔ تاہم بعض ممالک مثلاً جمہوریہ چین میں بالغ افراد کو تعلیم دینے کی مہم بھی وسیع پیمانے پر جاری ہے ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۱ء کی دہائیوں کے دوران دنیا بھر کے سکولوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں بچے سکولوں میں داخل کئے گئے جس سے دنیا میں ناخواندگی کی شرح کم ہو کر ۳۰ فیصد رہ گئی ہے۔ اس کے باوجود اکثر ممالک میں ناخواندہ خواتین کی تعداد ناخواندہ مردوں سے کہیں زیادہ ہے دنیا کے اور ممالک میں خواندہ مردوں کی تعداد خواندہ عورتوں کی نسبت ۲۵ سے ۵۰ فیصد زیادہ ہے اس ضمن میں سب سے زیادہ فرق لیبیا میں پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یمن، مصر تنزانیہ، ترکی اور پاکستان کا شمار بھی ان ملکوں میں ہوتا ہے جہاں خواندہ مرد اور خواندہ عورتوں کے تناسب میں فرق خاصا زیادہ ہے۔ یہاں یہ بتانا بے محل نہ ہوگا کہ صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک کو چھوڑ کر جہاں شرح خواندگی تقریباً ۱۰۰ فیصد ہے چند ترقی پذیر ممالک ایسے بھی ہیں جہاں خواتین میں شرح خواندگی کا تناسب مردوں سے زیادہ ہے۔ ان ممالک میں بوٹسوانا لیسوتھو اور جمیکا خاص طور پر قابل ذکر ہیں

(بحوالہ ماہنامہ "سکھی گھر" شکریہ کے ساتھ)

بازیافتہ سائیکل

دفتر صدر عمومی میں ایک چھوٹا سائیکل مورخہ ۲۸-۱۱-۸۸ سے جمع ہے جس کا تا حال کوئی مالک نہیں آیا۔ اسی طرح بعض دیگر سائیکل بھی گمشدہ موجود ہیں۔ جن کے [illegible] نشانی بتا کر اور ضامن دے کر حاصل کر لیں۔

(صدر عمومی لوکل صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل ۲۶۸۳۲ میں اشتیاق احمد صاحب ولد چوہدری عنایت علی صاحب قوم گجر پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات حال فرانس۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱-۵-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ "فی الحال کوئی نہیں"۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۵۰۰ فرانک ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ اشتیاق احمد کھاریاں ضلع گجرات حال فرانس۔ گواہ شد (۱) سیف اللہ شاہد امیر جماعت احمدیہ فرانس۔ گواہ شد (۲) عبدالاحد سیکرٹری مال فرانس۔

مسل ۲۶۸۳۳۔ میں ثمینہ اشتیاق زوجہ اشتیاق احمد صاحب قوم گجر پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات حال فرانس۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱-۵-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر ۵۰۰۰/- فرانک بذمہ خاوند۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- فرانک ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ ثمینہ اشتیاق زوجہ اشتیاق احمد کھاریاں ضلع گجرات حال فرانس۔ گواہ شد (۱) سیف اللہ خاں امیر جماعت احمدیہ فرانس گواہ شد (۲) عبدالاحد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ فرانس۔

مسل ۲۶۸۳۴۔ میں عبدالواحد ولد ٹھیکیدار غلام حسین قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت شرقی ربوہ حال فرانس بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷-۵-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ مکان ۲۶/۱۰ واقع دارالرحمت شرقی ربوہ جس کے وارث میرے دو بھائی اور چھ ہمشیرگان اور والدہ صاحبہ ہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۸۰۰/- فرانک ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالواحد ولد ٹھیکیدار غلام حسین صاحب ۲۶/۱۰ دارالرحمت شرقی ربوہ حال فرانس۔ گواہ شد (۱) سیف اللہ خاں امیر جماعت احمدیہ فرانس۔ گواہ شد (۲) عبدالاحد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ فرانس

مسل ۲۶۸۳۵ میں عبدالماجد صاحب ولد ٹھیکیدار غلام حسین صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت شرقی ربوہ حال فرانس۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸-۵-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان ۲۶/۱۰ ترکہ والد صاحب جس کے وارث والدہ صاحبہ دو بھائی ۶ ہمشیرگان ہیں۔ (۲) مکان واقع فرانس جس میں میری بیگم نصف کی شریک ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۶۵۰۰/- فرانک ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عبدالماجد ولد ٹھیکیدار غلام حسین صاحب دارالرحمت شرقی ربوہ حال فرانس۔ گواہ شد (۱) عبدالاحد صاحب سیکرٹری مال فرانس۔ گواہ شد (۲) سیف اللہ خاں امیر جماعت احمدیہ فرانس

مسل ۲۶۸۳۶ میں نسیم ماجد صاحبہ زوجہ عبدالماجد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت شرقی ربوہ حال فرانس۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸-۵-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر ۱۵۰۰۰/- فرانک بذمہ خاوند (۲) مکان واقع فرانس جس میں نصف میرے خاوند کا ہے (۳) زیورات طلائی ایک تولہ ۴ ماشہ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- فرانک ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ نسیم ماجد صاحبہ زوجہ عبدالماجد دارالرحمت شرقی ربوہ حال فرانس۔ گواہ شد (۱) عبدالماجد خاوند موصیہ۔ گواہ شد (۲) سیف اللہ خاں امیر جماعت احمدیہ فرانس

مسل ۲۶۸۳۷۔ میں مبشر احمد صاحب ولد فرزند علی صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی ساکن بھوڑو ضلع شیخوپورہ حال فرانس بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸-۵-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۵۰۰/- فرانک ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد، مبشر احمد صاحب ولد فرزند علی صاحب ساکن بھوڑو ضلع شیخوپورہ حال فرانس۔ گواہ شد (۱) سیف اللہ خاں امیر جماعت احمدیہ فرانس۔ گواہ شد (۲) عبدالاحد صاحب سیکرٹری مال۔ فرانس۔

مسل ۲۶۸۳۸ میں فہیم احمد نیاز ولد نیاز احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ مزدوری عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیالکوٹ حال فرانس۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰-۵-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ مکان ترکہ والد صاحب جس کے وارث میرے علاوہ والدہ صاحبہ چار بھائی اور ایک بہن ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰۰/- فرانک ماہوار بصورت مزدوری مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد فہیم احمد نیاز ولد نیاز احمد صاحب پورن نگر سیالکوٹ حال فرانس۔ گواہ شد (۱) سیف اللہ خان امیر جماعت احمدیہ فرانس۔ گواہ شد (۲) عبدالاحد سیکرٹری مال فرانس۔

فہیم گارمنٹس کی طرف سے اہلِ وطن کو
سالِ نو مبارک ہو
اور نیا سال سب کیلئے باعثِ خیر وبرکت ہو
آمین
فہیم گارمنٹس
ریڈی میڈ ملبوسات کا مرکز۔ بچوں کے ملبوسات کی تمام ورائٹی خریدنے کیلئے تشریف لائیں
فہیم گارمنٹس باجوہ مارکیٹ گولبازار ربوہ

بے بی ٹانک BABY Tonic قیمت ۔/۔
بے بی گروتھ کورس BABY GROWTH COURSE ۲۵/-
چھوٹا قد کورس DWARFISHNESS COURSE ۱۰۰/-
باڈی بلڈنگ کورس BODY BUILDING COURSE ۴۵/-
تفصیلی لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ)
گولبازار ربوہ
فون ۶۰۶/۷۷۱

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مجلس انصار اللہ نائیجیریا کے سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

۸۸ مشنوں کے ۶۰۸ انصار کی شرکت۔ مجلس اباداآن بہترین مجلس قرار پائی

مجالس انصار اللہ نائیجیریا کا پندرہواں سالانہ اجتماع ۳۰ر ستمبر تا ۲ر اکتوبر ۱۹۸۸ء بمقام الارو پوری روایتی شان و شوکت سے منعقد ہوا جس میں ۸۸ مشنوں کے ۶۰۸ انصار نے شرکت فرمائی۔

۳۰ر ستمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک ممبران مجالس دور و نزدیک سے تشریف لائے، انکی رجسٹریشن ہوتی رہی۔ جو مشن وار اور ذاتی طور پر بھی تشریف لائے تھے۔

اجتماع کی کارروائی یکم اکتوبر ۱۹۸۸ء نماز تہجد، مختلف دروس اور نمازِ فجر سے شروع ہوئی۔ وقفہ کے بعد پہلا اجلاس زیرِ صدارت مکرم اے آر اے اگبولا صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ نائیجیریا منعقد ہوا۔ بعدازاں برادر T.OLA SAID نے اپنی لکھی ہوئی نظم بزبان یوروبا خوش الحانی سے پڑھی۔ جس کے بعد ناظم اعلیٰ صاحب نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ کوتاہیوں اور خامیوں کی نشاندہی کی۔ تمام انصار کو مرکز کی ہدایات کے مطابق کام کرنے کی تلقین فرمائی نیز مالی ادائیگیوں کی طرف انصار کو متوجہ کیا گیا۔

رپورٹ پیش کئے جانے کے بعد صدر اجلاس نے انصار کو حقیقی انصار بننے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت حضرت امام جماعت احمدیہ انصار کو آواز دے رہے ہیں جس پر لبیک کہنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔

دوسرے اجلاس میں برادر ایچ اے ظفر نے گزشتہ گیارہ سالوں میں احمدیوں پر گزرے ہوئے حالات کی تفصیل بیان کی۔ برادر ایل اے او بالاگوں صاحب نے "مالی ذمہ داریاں"، مولوی ایس آر خورشید صاحب نے "تربیتِ اولاد" اور مکرم زیدٹی ایوبا صاحب نے "شادی بیاہ کے موقع پر احمدیوں کی ذمہ داریاں" کے موضوعات پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

تیسرے اجلاس میں مکرم جی اے خادم صاحب کے "وقفِ نو" کے متعلق اظہارِ خیالات کے بعد علمی قابلیت کا مقابلہ شروع ہوا۔ جس کے لیے الوصیت اور ہماری تعلیم مقرر تھی۔

۲ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو آخری اجلاس میں مکرم مولوی اے آر اے اگبولا صاحب کی صدارت میں مکرم مولوی زیدٹی ایوبا صاحب نے "الوصیت کی اہمیت" برادر اے او عبدالسلام صاحب نے "داعی الی اللہ" کے موضوعات پر روشنی ڈالی۔

اس اجتماع پر اباداآن کی مجلس کو بہترین مجلس قرار دیا گیا۔ اور گزشتہ سال کا علمِ انعامی بدستور ان کے پاس رہا۔

بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ احباب جماعت سے مجالس انصار اللہ بیرونِ پاکستان کی ترقیات کے لیے درخواستِ دعا ہے

خبریں

★ جناب سید امیر حیدر کاظمی (وفاقی وزیر برائے صحت و تعلیم) نے کہا ہے کہ حکومت کے اس فیصلہ سے کہ آمرانہ حکومت کے دوران یونیورسٹی کے طلباء کو یونیورسٹیوں نے خارج کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جائے سینکڑوں طلباء مستفید ہوں گے اور اپنی تعلیم کو دوبارہ جاری رکھ سکیں گے۔ وفاقی وزیر نے مزید کہا کہ طلباء کے کلاشنکوف کلچر کا جو اسقدر چرچا کیا جا رہا تھا وہ طلباء تنظیموں کا گلا گھونٹنے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ طلباء تو یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں نہ کہ گولیاں چلانے۔

★ وفاقی وزیر عدل قانون سید افتخار گیلانی نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ تمام جلاوطن پاکستانیوں کے کیسوں کا جائزہ لینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ مارشل لا دور میں آئین میں کی جانے والی تمام غیر جمہوری ترامیم منسوخ کر دی جائیں گی۔

★ توقع ہے کہ فروری میں نہروں کے کھلنے کے بعد بجلی کی پیداوار میں اضافہ ہوگا اور لوڈشیڈنگ میں کمی ہو جائے گی۔

★ سنٹرل لائسنسنگ اینڈ رجسٹریشن بورڈ نے ادویات تیار کرنے والی ایسی دس کمپنیوں کو شوکاز نوٹس جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن کے نمونے ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں غیر معیاری پائے گئے ہیں۔

★ رانا سنگھے پریما داسہ نے سری لنکا کے نئے صدر کا حلف اٹھا لیا ہے۔

★ لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی اور اسلام آباد سمیت پنجاب کے متعدد علاقوں میں گزشتہ روز بارش اور پہاڑی علاقوں میں برف باری ہوئی جس سے موسم مزید سرد ہو گیا ہے۔

★ پاکستان کے فضائی تحقیق کے ادارے "سپارکو" نے پاکستان کے مواصلاتی سیٹلائٹ سسٹم کے مطالعہ کے لئے ایک نظام تیار کیا ہے جس کا نفاذ ساتویں پنجسالہ منصوبہ کے دوران کیا جائے گا یہ نظام ایئر ٹریفک کنٹرول نیٹ ورک کو متبادل مواصلاتی سروس فراہم کرنے کے علاوہ ریڈیو ایف ایم نیٹ ورک سروس کو موثر بنانے میں مددگار ثابت ہوگا۔

★ پاراچنار سے ۵ کلومیٹر دور ایک زیر زمین کان میں دھماکے کے نتیجے میں دو افراد ہلاک اور ایک زخمی ہو گیا۔

★ پاکستان اور عراق کے درمیان تعلقات بہتر ہونے کے امکانات روشن ہو رہے ہیں گزشتہ دنوں عراقی وزارت خارجہ کے ایک ایمبیسڈر نے صدر غلام اسحٰق خان سے ملاقات کی اور ایک خصوصی عراقی وفد نے پاکستان کے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان سے گفت و شنید کی ہے۔

★ سہ ملکی کرکٹ ٹورنامنٹ میں پاکستان نے آسٹریلیا کو ۳۸ رنز سے ہرا دیا، پاکستان نے ۴۹ اوروں میں سات وکٹوں کے نقصان پر ۲۱۶ رنز بنائے۔ جس کے جواب میں آسٹریلیا کی ٹیم ۴۶ اوروں میں ۱۷۸ رنز بنا کر آؤٹ ہو گئی۔ عامر ملک مین آف دی میچ قرار پائے۔ انہوں نے ۹۰ رنز بنائے اور دو وکٹ لئے جب کہ وسیم اکرم نے چار کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا۔

جنیوا میں یاسر عرفات کے خطاب پر پونے سات لاکھ ڈالر کا خرچہ

اقوام متحدہ کو جنیوا میں تنظیم آزادئ فلسطین کے سربراہ یاسر عرفات کی تقریر کا انتظام کرنے کے لئے پونے سات لاکھ ڈالر خرچ کرنے پڑے۔

اقوام متحدہ کے افسران کا کہنا ہے کہ اس رقم میں سے صرف ایک تہائی اقوام متحدہ کے چالو بجٹ میں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ باقی چار لاکھ چالیس ہزار ڈالر کی رقم ممبر ممالک کو ادا کرنی ہوگی۔

اقوام متحدہ کو اپنی فلسطینی بحث کیلئے جنیوا منتقل ہونا پڑا کیونکہ امریکہ نے یاسر عرفات کو ویزا دینے سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ وہ دہشت گردی میں ملوث ہے۔

ایک تجویز یہ بھی تھی کہ عرفات کی تقریر مواصلاتی سیارے کے ذریعے سن لی جائے۔ جس سے یہ تمام اخراجات بچ جاتے۔ لیکن اقوام متحدہ کی اسمبلی کے ممبروں نے بہتر خیال کیا کہ اقوام متحدہ کے یورپین ہیڈ کوارٹر میں یہ تقریر سنی جائے۔

ان تمام اخراجات میں ۴۹ فرسٹ کلاس کے نیویارک سے جنیوا تک کے لئے ہوائی ٹکٹ بھی شامل تھے جو کہ غریب ترین ملکوں کے ممبروں کو اس اجلاس میں شامل ہونے کیلئے مہیا کئے گئے۔

دُعا، صدقہ اور خیرات سے بلائیں دور ہوتی ہیں

تفصیلی لٹریچر مفت

○ اکسیر اپھارہ ○ اکسیر دودھ ○ اکسیر کتار ○ تریاقِ زہرباد ○ اکسیر سرکن ○ اکسیر واہ

و دیگر اکسیرات حیوانات کے نرخ

فی پیکٹ ۳/- درجن ۲۷/- گرس ۳۰۲/۵۰ بونس علاوہ

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون ۴۷۱ ۶۰۶ ۶۰۷

حضرت حکیم نظام جان کے مشہور دواخانہ پر حکیم عبدالحمید اعوان

ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں

خواتین کیلئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے

مینیجر: مشہور دواخانہ

نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ